موبائل کمپنی سے ایڈوانس بیلنس (قرض) لینے کا حکم

مجیب

مولوی سیف الدین نصرت صاحب

متخصص في الفقه الإسلامي

مصدقہ

حضرت مولانا **مفتی عصمت اللہ** صاحب مدظلہم

رئیس دارالافتاء جامعہ فاروقیہ مسلم باغ

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ مسلم باغ، فون: 0300-2457440

Phone: 0300-2457440 Fax: 0823-669999

Feedback@farooqiadarulifta@gmail.com

Scanned by CamScanner

موبائل کمپنی سے ایڈوانس بیلنس (قرض) لینے کا حکم

فتویٰ نمبر: 441 / 15

سوالنامہ بنام دارالافتاء جامعہ فاروقیہ مسلم باغ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

موبائل کمپنیاں اپنے صارفین کو حسبِ ضرورت کچھ رقم ایڈوانس کے نام سے دیتی ہیں۔ اور نیا کارڈ لوڈ کرنے پر اس سے اپنی دی ہوئی رقم سے زیادہ رقم ٹیکس کے نام سے کاٹتی ہیں۔ بعض لوگ اس طرح قرض لینے کو ناجائز اور سُود سمجھتے ہیں۔ کہ کمپنی اصل رقم سے زیادہ کاٹتی ہے، جو سُود ہے۔

شریعت کی روشنی میں اس طرح موبائل کمپنی سے صارف کے لیے بوقتِ ضرورت قرض (ایڈوانس بیلنس) لینے کی گنجائش ہے یا نہیں؟۔

سائل: شمس الدین
راغہ باکلزئی مسلم باغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصلیا

مذکورہ صورت میں کمپنی اپنے صارفین کو جو رقم دیتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ کمپنی نے اپنے صارف کو اس مخصوص رقم (مثلاً 20 روپے) کے بقدر اپنا نیٹ ورک استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ جس کا دورانیہ پانچ منٹ سے پندرہ یا بیس منٹ تک ہوتا ہے۔ شریعت کی رُو سے یہ "عقدِ اِجارہ" ہے۔

اس میں کمپنی مستأجر اور صارفین آجر ہیں۔ اور اس میں عقدِ اِجارہ کے شرائط مثلاً مدت کا معلوم ہونا (جیسے پندرہ یا بیس منٹ کا وقت) اور نفع کا معلوم ہونا (جیسے ۱۸ یا ۲۳ روپے بطورِ ٹیکس

Scanned by CamScanner

کاٹنا) بھی پایا جاتا ہے۔ اس بناء پر یہ عقدِ اجارہ جائز اور درست ہے۔

لہٰذا کمپنی جو صارفین سے زائد ٹیکس کاٹتی ہے، وہ سُود کے زُمرے میں شامل نہیں۔ اس وجہ سے کہ یہ 20 روپے کا بیلنس نقد روپے کے حکم میں نہیں، بلکہ ایک معین مدت تک بات کرنے کی سہولت ہے۔ اور یہ تبادلہٴ مال بالمال بھی نہیں۔

لہٰذا صارف بوقتِ ضرورت کمپنی سے ایڈوانس بیلنس وصول کرسکتا ہے، اس میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں۔

والحجة على ما قلناه:

١ – ما قال ابن عابدين ـ رحمه الله ـ تحت قول الشارحؒ: (ببيان المدة)؛ لأنها إذا كانت معلومة كان قدر المنفعة معلوماً.

[رد المحتار: كتاب: الإجارة: ٦/٦، ط: سعيد كراچی]

٢ – وما في اللباب: (والمنافع تارة تصير معلومة بالمدة) أي: ببيان مدة الاستئجار (كاستئجار الدور) مدة معلومة (للسكنىٰ، و) استئجار (الأرضين للزراعة؛ فيصح العقد على مدة معلومة أيّ مدة كانت) أي: طالت أو قصرت؛ لأن المدة إذا كانت معلومة كان قدر المنفعة فيها معلوماً.

[اللباب في شرح الكتاب، كتاب: الإجارة: ٢٨/٢، ط: قديمي كراچی]

٣ – وما في الفقه الإسلامي: يقول الحنفية: تصح الإجارة على أيّ مدة معلومة، سواء كانت طويلة أم قصيرة؛ لأن المدة إذا كانت معلومة كان قدر المنفعة فيها معلوماً.

[الفقه الإسلامي وأدلته، البحث الثاني: شروط الإجارة: ٣٨١٠/٥، ط: رشيديه كوئٹه]

٤ – وما في الهداية مع فتح القدير: والمنافع تارةً تصير معلومة بالمدة،

Scanned by CamScanner

كاستئجار الدور للسكنىٰ، والأرضين للزراعة، فيصح العقد على مدة معلومة أيّ مدة كانت)؛ لأن المدة إذا كانت معلومة كان قدر المنفعة فيها معلوماً.

[الهداية مع فتح القدير، كتاب: الإجارة: ٦٤/٩، ط: رشيديه كوئٹه]

٥- وفي البدائع: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فضروب، منها: أن يكون المعقود عليه ـ وهو المنفعة ـ معلوماً علماً يمنع من المنازعة......، ومنها: بيان المدة في إجارة الدور والمنازل والبيوت والحوانيت، وفي استئجار الظئر؛ لأن المعقود عليه لا يصير معلوم القدر بدونه، فترك بيانه يفضي إلى المنازعة.

[بدائع الصنائع، كتاب: الإجارة، باب: شرائط الركن: ٢٤/٤، ٢٧، ط: رشيديه كوئٹه]

فقط، والله تعالىٰ أعلم وعلمه أتم

كتبه: سيف الدين نصرت عفي عنه

متخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية مسلم باغ

٢٣/صفر/١٤٣٧هـ

الجواب صحيح

عصمت الله غفرله

رئيس دار الافتاء
جامعۂ فاروقیہ مسلم باغ پاکستان

دار الافتاء
فتوى نمبر ------
جامعۂ فاروقیہ مسلم باغ پاکستان

For more guidance please visit: Dar-ul-Ifta Jamia Farooqia Muslim Bagh

Scanned by CamScanner